پروفیسر محمد الیاس برنی ۱۸۹۰ء - ۱۹۵۹ء

مولانا نفیس احمد مصباحی

حیات - خدمات اور کارنامے

فتنۂ قادیانیت کو بے نقاب کرنے والے عظیم مرد مجاہد پروفیسر محمد الیاس برنی ۱۹/ اپریل ۱۸۹۰ء کو بلند شہر (یو. پی. بھارت) کے مشہور قصبہ "برن" میں پیدا ہوئے۔

تعلیم: ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد خورجہ ہائی اسکول میں داخلہ لیا اور ۱۹۰۸ء میں میٹرک کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ اس کے بعد علی گڑھ کالج میں داخلہ لیا، اور وہاں سے بی. اے. ، پھر ایم. اے. اور ایل. ایل. بی. تک تعلیم حاصل کی۔[۱]

پروفیسر برنی صاحب اپنے علی گڑھ کے زمانۂ قیام کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جب ہم نے پہلی بار علی گڑھ کالج میں داخلہ لیا تو لڑکوں نے ہماری وضع قطع، خیالات واعتقادات سے یہ اندازہ لگایا کہ ایک مذہبی دیوانہ آگھسا ہے اس سے چھیڑ چھاڑ کریں گے اور خوب لطف رہے گا، مگر اللہ کا فضل اور اللہ کا شکر ہے اس نے عزت ووقار کے ساتھ ہوشیاروں میں بسر کرادی۔ طالب علمی کے دائرے میں انعام، تمغے اور اعزازی عہدے سب کچھ دلائے، حتی کہ سب سے اعلیٰ امتیاز "کالج یونین کی صدارت" بھی عطا کی۔

۱۹۱۲ء میں جب بی. اے. کا امتحان پاس کیا تو ان دنوں مسلم یونیورسٹی کی تحریک خوب زور پر تھی، امتحان سے فارغ ہوتے ہی اعزازی مدد گار کی حیثیت سے نواب وقار الملک کے ساتھ یونیورسٹی کے کام میں لگ گئے، جہاں کہیں تحریک کی مخالفت ہو، یا چندہ میں رکاوٹ ہو، یا کارکنوں میں کھٹ پٹ ہو، جا پہنچنا اور جو کچھ بن پڑے کرنا، اس سلسلے میں نواب صاحب وقار الملک نے جو اہم کام تفویض فرمائے، بفضلہٖ وہ خوبی سے انجام پائے، اچھے اچھوں کو تعجب اور بعض کو حسد نہیں تو رشک ضرور ہوا، یوں بھی نواب صاحب خصوصیت سے عنایت واعتماد فرماتے تھے۔

ان دنوں ڈاکٹر ضیاء الدین احمد بھی کالج میں ایک بڑی شخصیت مانے جاتے تھے، ریاضی میں قابلیت تو مسلم ٹھہری، مگر ہم فنون (آرٹس) کے طالب علم تھے، ان کے شاگرد نہ تھے، تاہم ڈاکٹر صاحب کی توجہات سے بہت مستفید ہوئے، ڈاکٹر صاحب یونیورسٹی کانسٹی ٹیوشن کمیٹی کے سکریٹری تھے، ہم اعزازی پرنسپل اسسٹنٹ کی حیثیت سے ڈاکٹر صاحب کے ساتھ کام کرتے تھے، دن بھر ان کے بنگلے پر رہتے، ڈاکٹر صاحب خوب کس کر کام لیتے اور خوب دل کھول کر کھلاتے پلاتے۔

سر راس مسعود جب تعلیم سے فارغ ہو کر ولایت سے علی گڑھ تشریف لائے تو ہماری تعلیم کا آخری زمانہ تھا، بہر حال شام کو فرصت ہوتی تو راس مسعود صاحب تشریف لاتے، ڈاکٹر صاحب سے بہت خصوصیت تھی سید صاحب سے ہماری بھی ملاقات ہوئی، دوستی ہوئی اور تعلقات میں اتنی ترقی ہوئی کہ جب علی گڑھ میں ان کی شان دار طریقے سے شادی کی رسم ادا ہوئی، ہندوستان کے گوشے گوشے سے معزز مہمان آئے اور علی گڑھ کے ممتاز اولڈ بوائے (ابنائے قدیم) جمع ہوئے، تو اس قابل یادگار تقریب کے ہم مہتمم بنے گو بڑے بڑے قدیم دوست ان کے موجود تھے۔ ملخصًا۔[۲]

علی گڑھ کالج میں تقرر: تعلیم سے فراغت کے بعد علی گڑھ کالج میں لکچرار کے عہدے پر آپ کا تقرر ہو گیا اور آپ وہاں معاشیات کے استاذ کی حیثیت سے تدریس کی ذمہ داری نبھانے لگے۔ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کے پروفیسر ہارون خان شیروانی لکھتے ہیں:

سنساری جنگ (پہلی عالمی جنگِ عظیم اول) شروع ہونے سے چند ہفتے پہلے میں اپنی تعلیم ختم کر کے ولایت سے واپس آیا، شاید ۱۹۱۶ء کا واقعہ ہے اولڈ بوائے ایسوسی ایشن (تنظیم ابنائے قدیم) کا جلسہ تھا، اس میں شرکت کر کے علی گڑھ کالج کے یونین ہال سے واپس ہو رہا تھا کہ میرے ہم راہی نے میرا تعارف ایک خوب رو نوجوان سے کرایا، جو نیم کے ایک درخت کے نیچے (شاید ایک چارپائی پر) بیٹھا ہوا تھا اور کہا کہ یہ الیاس برنی ہیں، جو ایم. اے. میں اعلیٰ امتیاز سے کامیاب ہوئے ہیں اور کالج میں لکچراری پر مامور ہوئے ہیں، انھیں اعلیٰ تعلیم کا وظیفہ بھی مل گیا ہے، ذرا سے سرپرستانہ انداز سے میں نے دریافت کیا کہ

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یو. پی.

آپ کب ولایت جائیں گے، کس یونیورسٹی میں داخلہ لیا ہے، کون سے مضمون میں اختصاص پیدا کرنے کا ارادہ ہے وغیرہ۔ جواب جو ملا وہ میرے لیے بڑے تعجب کا باعث تھا، وہ یہ کہ میرا تو بالفعل ولایت جانے کا ارادہ نہیں، اچنبھا ہوا کہ وظیفہ مل گیا تو کون سا امر مانع ہے، دریافت کیا تو جواب ندارد، تھوڑی بہت ادھر ادھر کی گفتگو کے بعد میں آگے بڑھ گیا۔ (۳)

جامعہ عثمانیہ حیدرآباد میں تقرر:

علی گڑھ کالج کے بعد آپ کا تقرر جامعہ عثمانیہ حیدرآباد (دکن) کے شعبۂ تالیف وترجمہ میں ہو گیا۔ برنی صاحب جامعہ عثمانیہ میں اپنے تقرر کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اگست ۱۹۱۷ء میں حیدرآباد دکن سے سر سید راس مسعود صاحب کا تار پہنچا کہ جس قدر جلد ممکن ہو چلے آؤ، دارالترجمہ میں تمہارا سخت انتظار ہے۔ ہم علی گڑھ کالج میں کام کررہے تھے، پرنسپل صاحب کو عذر ہوا، ہفتے عشرے تار دوڑتے رہے، خط چلتے رہے، آخر کار ہم چل دیئے اور آکر شریک ہوئے"۔ (۴)

ڈاکٹر محمد رضی الدین صدیقی، سابق وائس چانسلر جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن (متوفی ۱۹۹۸ء کراچی) لکھتے ہیں:

"۱۴/ اگست ۱۹۱۷ء کو جامعہ عثمانیہ کے شعبۂ تالیف وترجمہ کا قیام عمل میں آیا، اس شعبہ کے لیے جن باصلاحیت اور قابل علما کا تقرر عمل میں آیا ان میں جناب پروفیسر محمد الیاس برنی، ایم۔ اے۔ (علیگ) بھی شامل تھے۔ (۵)

برنی صاحب نے دارالترجمہ حیدرآباد میں پرمتھ ناتھ بنرجی کی کتاب "معاشیاتِ ہند" اور مور لینڈ کی کتاب کا ترجمہ "مقدمۂ معاشیات" کے نام سے کیا، اس کے بعد ہندوستان کے معاشی مسائل پر ایک ضخیم کتاب "معیشت ہند" کے نام سے لکھی۔ برنی صاحب بڑے اچھے ادیب تھے، قلم میں روانی اور زبان میں شگفتہ بیانی تھی، بے ساختہ لکھتے تھے، خشک مضمون کو زبان کی چاشنی سے دل چسپ بنا دیتے تھے، مثال کے طور پر آخر الذکر کتاب میں جنگلات کا باب دیکھئے، جس پر ناول کا گمان گزرتا ہے۔ (۶)

۲۸/ اگست ۱۹۱۹ء کو کلیہ جامعہ عثمانیہ کا قیام عمل میں آیا تو برنی صاحب کلیہ جامعہ عثمانیہ سے وابستہ ہو گئے۔ تین سال تک برنی صاحب معاشیات کا درس تنہا دیتے رہے، پھر ۱۹۲۲ء میں پروفیسر حبیب الرحمن صاحب ان کے معاون بنے، مگر تھوڑے دنوں بعد پروفیسر حبیب الرحمٰن تعلیم کے لیے انگلستان چلے گئے۔ واپسی پر وہ معاشیات کے پروفیسر اور صدر مقرر ہوئے اور برنی صاحب ناظم دارالترجمہ کی حیثیت سے اپنے شعبے میں آگئے، برنی صاحب اس شعبہ میں مسجل (رجسٹرار) بھی رہے۔ ۱۹۴۸ء میں وظیفہ حسن خدمت پر اسی شعبہ سے سبکدوش ہوئے۔ (۷)

برنی صاحب مولوی عبد الحق (بابائے اردو) کے ریٹائرڈ ہونے کے بعد ناظم دارالترجمہ مقرر ہوئے تھے۔ (۸)

معاشیات میں مہارت وکمال: پروفیسر برنی صاحب کو علم المعیشت (معاشیات) میں بڑا کمال حاصل تھا، کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جو کسی فن میں مہارت کے باوجود دوسروں کو اس سے فائدہ نہیں پہنچا پاتے اور علم وفن کی ساری پونجی اپنے ساتھ لے کر قبر کی منزل کی جانب روانہ ہو جاتے لیکن پروفیسر محمد الیاس برنی صاحب اس کے خلاف ذہنیت رکھتے تھے اسی لیے وہ اپنے علم اور فن کی روشنی سے دوسروں کو منور کرنے کے لیے پوری زندگی کوشش کرتے رہے۔ طلبہ کو معاشیات کا درس دے کر مستفیض کیا اور اس فن پر مختلف کتابیں لکھ کر عوام وخواص دونوں کو فیض رسانی کا سامان کیا۔

جن دنوں برنی صاحب محمڈن کالج علی گڑھ میں معاشیات کے استاد تھے، بابائے اردو مولوی عبد الحق، سابق ناظم دارالترجمہ، جامعہ عثمانیہ حیدرآباد، دکن (متوفی ۱۹۶۱ء کراچی) نے آپ کو علم معاشیات پر ایک مفصل کتاب لکھنے پر آمادہ کرلیا، آپ نے ۷۶۸/ صفحات پر مشتمل "علم المعیشت" نامی کتاب تصنیف کی، یہ کتاب بڑی مقبول ہوئی اور ۱۹۲۷ء تک اس کے چار ایڈیشن شائع ہوئے۔ (۹)

"مولانا الیاس برنی صاحب کی کتاب "علم المعیشت" تقسیم ملک سے پہلے بی۔ اے۔ کے نصاب میں داخل تھی"۔ (۱۰)

اور جیسا کہ اوپر گزر چکا کہ آپ نے دارالترجمہ حیدرآباد (دکن) میں رہتے ہوئے پرمتھ ناتھ بنرجی کی کتاب "معاشیات ہند" اور مور لینڈ کی کتاب کا ترجمہ "مقدمۂ معاشیات" کے نام سے کیا۔ پھر ہندوستان کے معاشی مسائل پر "معیشت ہند" کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی۔

بہ قول سید زوار حسین: "برنی صاحب ملک کے ان قابل قدر فرزندوں میں سے تھے جن پر کسی قوم کو بجا طور پر ناز ہو سکتا ہے، معاشیات کے متعلق جتنی کتابیں آپ نے لکھی ہیں۔ ہندوستان میں کسی اور

نے نہیں لکھیں، خاموشی کے ساتھ نہایت ٹھوس خدمات انجام دیں۔ لٹریچر اور ادب کے ایسے ہی لوگ محسن ہوتے ہیں۔"(۱۱)

ورزش کا اهتمام: پروفیسر برنی صاحب اپنی صحت و تن درستی کا ابتدا ہی سے خیال رکھتے تھے، اور اس کے لیے وہ مختلف قسموں کی ورزشوں کا اہتمام کرتے تھے۔

پروفیسر ہارون خان شروانی لکھتے ہیں: "جن لوگوں نے برنی صاحب کو دیکھا ہے، وہ اس سے واقف ہوں گے کہ سڈول جسم اور صحت و تندرستی کے اعتبار سے برنی صاحب یکتا تھے، ان کا جسم، ورزشی جسم تھا، بقول خود زندگی "بفضلہٖ تعالیٰ مستعد گزری، سواری سیکھی، تیراکی سیکھی، کشتی سیکھی، بنّوٹ سیکھی، فٹ بال کا شوق تھا، صحت و قوت کی خاطر فن طب سے دل چسپی رہی"۔ شاید بنوٹ پر کوئی کتاب بھی تصنیف کی تھی یا تصنیف کرنے کا ارادہ تھا، کلیہ جامعہ عثمانیہ کی وابستگی کے ساتھ ہی برنی صاحب نے فٹ بال کلب کے صدر کی حیثیت سے اس میں ایک طرح کی روح پھونک دی تھی۔(۱۲)

برنی صاحب کھیلوں میں دل چسپی کے متعلق لکھتے ہیں:

"علی گڑھ کالج میں کھیلوں کا معیار ہمیشہ سے بلند رہا، باقاعدہ ٹیم میں جگہ پانا کچھ آسان بات نہ تھی، تاہم کپتان مہربان تھے، دوست تھے، سامان مل جاتا تھا اور ہم نے جو ٹیم اناڑیوں کے نام سے بنا رکھی تھی وہ دل کے حوصلے نکال لیتی تھی۔ کھیلوں کے ساتھ ایک رائڈنگ اسکول بھی تھا، جہاں گھڑ سواری کی تعلیم دی جاتی تھی، ان کا خاص چندہ مقرر تھا۔ دس بارہ گھوڑے تھے اور ایک دفعدار جو سواری سکھلاتے تھے، ہم رائڈنگ اسکول میں بڑے شوق سے شریک ہوئے، حتی کہ سواری کا امتحان پاس کر کے باقاعدہ سند حاصل کی، سواری میں خوب گرے، اور گرے بغیر سواری نہیں آتی، خوف نہیں نکلتا۔ ایک آدھ مرتبہ تو جان پر آبنی، خدا کا فضل تھا، حادثے سے محفوظ رہے، حضرت والد صاحب کی ہدایت تھی کہ بغیر وضو کے گھوڑے پر سوار نہ ہونا۔ سوار ہوتے ہی ایک آیت شریفہ پڑھنے کی بھی تاکید تھی، حضرت یہ دونوں معمول مسنون فرماتے تھے۔

ہمارے زمانے میں سوئمنگ باتھ نہ تھا۔ بعد کو تیار ہوا، اس لیے تیراکی باقاعدہ نہ سیکھ سکے، کبھی کبھی خربوزوں کی فصل میں احباب کی پارٹی ہر دوا گنج جاتی تو نہر کے کنارے پانی میں ڈبکی لگا لیتے، نہا لیتے کہ گویا ہم بھی تیراک ہیں، البتہ حیدرآباد (دکن) پہنچ کر تیرنا سیکھا، بڑا کمال نہ سہی ڈوبنا آسان نہ رہا، سیکھنے کے دوران کئی مرتبہ ڈوبتے ڈوبتے بچے، ایک مرتبہ تو بلا مبالغہ ڈوب ہی گئے تھے، زندگی تھی نکل آئے۔

تیراکی کا حال بھی سواری کا سا ہے۔ ڈوبے بغیر تیراک پختہ نہیں ہوتا، کالج میں سائیکل چلا لیتے تھے، حیدرآباد میں موٹر سے سابقہ پڑا، شوفر کا محتاج ہونا گوارا نہ ہوا، چلانا سیکھا، کئی مرتبہ جان لینے، جان دینے کی نوبت آئی، لیکن بال بال بچ گئے۔"(۱۳)

بیعت وارادت: پروفیسر برنی صاحب کو اہل اللہ اور بزرگان دین سے بڑا شغف تھا۔ تصوف وروحانیت اور ارباب تصوف سے گہرا تعلق رکھتے تھے آپ حیدرآباد دکن کے مشہور بزرگ حضرت مولانا شاہ محمد حسین چشتی قادری قدس سرہ سے قادری، چشتی نقش بندی سلسلوں میں بیعت تھے۔(۱۴)

حضرت مولانا شاہ محمد حسین چشتی، قادری رحمۃ اللہ علیہ چشتی سلسلہ کے ایک صاحب دل بزرگ حضرت کمال اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ معروف بہ مچھلی والے شاہ کے نام ور خلیفہ مجاز تھے۔ حضرت مچھلی والے شاہ رحمۃ اللہ علیہ حیدرآباد دکن میں چادر والی گھاٹ کی مسجد الٰہی چمن میں رہا کرتے تھے۔(۱۵)

حضرت مبلغ اسلام سے تعلق: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کے نام ور اور ممتاز خلیفہ، مبلغ اسلام حضرت علامہ شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی قدس سرہ سے بھی مولانا برنی کے بہت اچھے تعلقات تھے۔ حضرت مبلغ اسلام نے قادیانی فتنہ کے انسداد میں مولانا برنی علیہ الرحمہ کے ساتھ نمایاں تعاون فرمایا۔(۱۶)

مُمباسہ میں مولانا شاہ عبد العلیم میرٹھی نے جارج برنارڈ شا سے ملاقات کے موقع پر انگریزی زبان میں مولانا برنی کی کتاب "اسلام" جارج برنارڈ شا کو مطالعہ کے لیے عنایت فرمائی تھی۔(۱۷)

نعت گوئی: پروفیسر برنی صاحب کو سرور کونین ﷺ سے سچا عشق تھا۔ ان کا دل عشق رسول سے سرشار تھا۔ اسی بنا پر انھیں نعت رسول سے بڑی دل چسپی تھی، خود بھی بلند پایہ نعت گو شاعر تھے۔ جب کبھی طبیعت شوقِ زیارت سے معمور ہوتی اور پیمانۂ صبر لبریز ہوتا تو آپ کے جذبات واحساسات نعتیہ اشعار کا روپ دھار لیتے تھے اور اس سے اُن کے دل کو یک گونہ تسکین مل جاتی تھی۔

آپ کا ایک شعری مجموعہ "معروضہ" کے نام سے تاج کمپنی لاہور نے شائع کیا تھا، اس کے علاوہ تاج کمپنی کراچی وڈھاکہ سے بھی

اس کے دو ایڈیشن شائع ہوئے۔ اس مجموعہ میں نعتوں کے علاوہ حمد و منقبت وغیرہ پر ایک سو دس نظمیں ہیں۔

آپ کا نعتیہ کلام جذبات دروں کا عکاس ہے۔ بیان میں کشش اور جاذبیت ہے، سادہ الفاظ، شستہ تعبیرات، اور پاکیزہ طرز بیان کے علاوہ سادگی، سلاست وروانی، جذب، کیف اور اثر وغیرہ کامیاب نعت کی تمام خوبیاں ان کے کلام میں پائی جاتی ہیں۔ ذیل میں ان کے نعتیہ کلام کے کچھ اشعار نذر قارئین ہیں۔

سارے نبیوں کے حاصل ہمارے نبی
سارے نبیوں میں فاضل ہمارے نبی
بحر عرفاں میں کشتی ہزاروں چلیں
سارے نبیوں کے ساحل ہمارے نبی

ساقیِ کوثر کو پایا جو کوئی مے خانہ تھا
فرش سے تاعرش ہر جا ساغر و پیمانہ تھا
سِرّ حق، اسرار عالم، حکمتِ کون ومکاں
جس نے سمجھا کچھ محمد کا وہی دیوانہ تھا
عبدیت، محبوبیت، ختم رسالت کا امیں
دستِ حق، دستِ محمد تھا تو کچھ بے جانہ تھا
دیکھنے کو رنگِ محفل یوں پتنگے تھے ہزار
جان دے دی شمع پر جس نے وہی پروانہ تھا

کیا گزرتی ہے دل ہی جانے ہے — کیسی بنتی ہے دل ہی جانے ہے
جان کر کے فدا جو پائی مراد — کیسی سستی ہے دل ہی جانے ہے
لاکھوں میں عبدیت محمد کو — کیسی سجتی ہے دل ہی جانے ہے
برنیؔ ان کا غلام کیا کہنا — کیسی مستی ہے دل ہی جانے ہے [18]

حج وزیارت: مولانا برنی علیہ الرحمہ کو دو مرتبہ سفر حرمین طیبین کی سعادت نصیب ہوئی اور حج وزیارت سے شرف یاب ہوئے۔ پہلا حج ۱۹۲۷ء میں کیا اور دوسرا حج ۱۹۳۳ء میں کیا، اور مدینہ منورہ، بیت المقدس اور بغداد شریف کی زیارتوں سے بھی بہرہ ور ہوئے۔ [19]

قادیانیت کے خلاف قلمی جهاد: جب قادیانیت اپنی تمام تر فتنہ سامانیوں کے ساتھ سامنے آئی اور امت مسلمہ کے اجماعی عقیدہ ختم نبوت کے خلاف بے سروپا تاویلوں اور شیطانی الہامات کے سہارے زہر افشانی کی جانے لگی اور بہت سے سادہ لوح فرزندان اسلام قادیانیت کے رنگین جال میں پھنس کر اپنے دین وایمان سے ہاتھ دھونے لگے۔ ایسے نازک وقت میں اہل سنت وجماعت کے جن نام ور اور وفا کیش مجاہدوں نے میدان سنبھالا اور قادیانیت کی فتنہ سامانیوں سے قوم مسلم کو آگاہ کرنے کا بیڑا اٹھایا، ان میں پروفیسر محمد الیاس برنی علیہ الرحمہ کا نام سر فہرست ہے۔ آپ کو اس فتنہ کے تمام زاویوں سے آگاہی تھی۔ اس لیے آپ نے اس فتنے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے سنانِ قلم سنبھالا، اور متعدد کتابیں لکھ کر اپنا فرض منصبی ادا کیا۔

پروفیسر ہارون خان شروانی (حیدر آباد، دکن) لکھتے ہیں:

"برنی صاحب کو ختم نبوت کے مسئلہ پر عبور حاصل تھا اور یہ عبور اجتہاد کی حد کو پہنچ گیا تھا، اس مسئلہ پر متعدد کتابیں لکھیں اور ان میں سے بعض کے کئی کئی ایڈیشن شائع ہوئے، ان کی طرز تحریر دل میں جگہ کر لیتی ہے۔ [20]

قادیانیت کے خلاف آپ کی کتاب "قادیانی مذہب" کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس کتاب کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے اپنی طرف سے عام طور پر سرخیاں ہی لگائی ہیں، باقی مرزائیوں کی کتابوں کے حوالے بلا تبصرہ ہیں۔ اگرچہ اس کتاب میں ثبوت ختم نبوت اور قادیانیوں کے اعتراضات کے جوابات نہیں ہیں، مگر خود قادیانیوں کی ہی کتب سے ان کی تردید بڑے جامع انداز میں کی گئی ہے۔ حسنِ اتفاق یہ کہ عقیدۂ ختم نبوت پر تیشہ چلانے والوں کا کچا چٹھا کھولنے کی تحریک و ترغیب میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ایک جلسے سے ہوئی۔ برنی صاحب "تمہید اول" میں لکھتے ہیں:

"اللہ جل شانہ کا فضل وکرم ہے کہ اس پر آشوب زمانے میں حیدر آباد، فرخندہ بنیاد حب نبی اور عظمت رسول کا مسکن ومامن بنا ہوا ہے اور کیوں نہ ہو کہ جو یہاں امیر المومنین ہے، وہ سب سے بڑھ کر فدائے سید المرسلین ہے۔ سبحان اللہ۔

شہِ ملکِ رسالت، صاحبِ تاج و سریر آمد
ضیا بار و جہاں افروز چوں مہرِ منیر آمد
امین و خازنِ رحمت، معین و شافعِ امت
وزیر و راز دار و نائبِ ربِّ قدیر آمد
رسولِ ہاشمی، خیر الوریٰ، صَلِّ علیٰ احمد
کریم و صادق و نور و نذیر و البشیر آمد
چو خوش چشمے کہ مازاغ البصر نازل بہ شانِ او
ز قلبِ پُر صفا وز دیدۂ حق بیں بصیر آمد

خوشا پیغمبرِ برحق، کہ بہرِ ما گنہ گاراں!
رؤف و الرّحیم آمد، کفیل و النصیر آمد
نہ ماند تا حجابے جلوۂ روئے حقیقت را
پے کشفِ رموزِ غیبِ علّام و خبیر آمد
بنامِ آں شہِ لولاک صد جان و دلم قرباں
کہ عثماں از طفیلش بر مسلماناں امیر آمد

برنی صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں کہ:

"اس کتاب کے لکھنے کی تحریک ایک جلسۂ میلاد ہی سے ہوئی"۔

پھر برنی صاحب نے علمائے اہل سنت کی چند کتب کے نام اس سلسلہ میں ذکر فرمائے ہیں، وہ یہ ہیں:

❶ - ثبوت ختم نبوت، از سید ابو الحسنات مولوی شجاع الدین علی صاحب صوفی قادری۔

❷ - قادیانی جماعت کے شائع کردہ ٹریکٹ کا مدلل جواب، از قاری محمد تاج الدین صاحب قادری۔

❸ - ہدایت الرشید للغوی المَرید، از سید محمد حبیب اللہ قادری (عرف رشید بادشاہ)

❹ - تکذیب مرزا بہ زبان مرزا صاحب، از سید محمد ولی اللہ صاحب قادری (عرف حبیب بادشاہ)۔

❺ - ایک رسالہ دربارۂ ختم نبوت، از مولوی سید درویش محی الدین صاحب قادری۔

❻ - ختم نبوت کے متعلق سکریٹری صاحب جماعت احمدیہ کا صریح مغالطہ، از سید محمود موسوی قادری۔

❼ - قادیانی جماعت کی دعوت قادیانیت پر ہمارے استفسارات، از قاری محمد تاج الدین صاحب قادری۔

❽ - مرزائیوں کے عقائد، از مولانا عبد القدیر صاحب صدیقی القادری۔ (۲۱)

تصنیفات وتراجم: پروفیسر برنی علیہ الرحمہ پوری زندگی خدمتِ لوح وقلم میں مصروف رہے۔ ان کے قلمی نقوش مختلف موضوعات پر ہیں۔ ان میں کچھ تو مستقل تصنیف ہیں اور کچھ بعض مفید کتابوں کا ترجمہ ہیں۔ اب ذیل میں ان تصنیفات وتراجم کی ایک فہرست اجمالی تعارف کے ساتھ نذرِ قارئین ہے۔ یہ فہرست جہان رضا لاہور، شمارہ اپریل ۲۰۰۰ء میں مطبوعہ محترم خلیل احمد رانا کے مقالہ سے ماخوذ ہے:

❶ - اسرار الحق: اسلامی تصوف کے حقائق و معارف کا دل نشیں بیان۔ پہلا ایڈیشن مدت سے نایاب ہے اور جدید ایڈیشن باضافہ مضامین طباعت طلب ہے۔

❷ - تسہیل الترتیل: فن قراءت کی تعلیم وتربیت اور تفہیم جدید، قرآن کی تقریباً تمام آیات متعلقہ اپنے اپنے محل پر بطور مثال درج ہیں، تیسرا ایڈیشن باضافہ مضامین طباعت طلب ہے۔

❸ - حزب اللہ: دنیا اور بالخصوص عالم اسلام کی سیاست پر حالیہ تبصرہ، مع اوراد قرآنی، دوسرا ایڈیشن باضافہ مضامین طباعت طلب ہے۔

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن عبد الحلیم الیاسی کے ترجمہ کے ساتھ اعجاز پریس حیدرآباد دکن سے ۱۳۸۳ھ میں شائع ہوا، جس کے صفحات کی تعداد ۳۹/ رہے۔ (۲۲)

❹ - مالک الملک: اسلامی حکمرانی کے اصول وضوابط از روئے قرآن کریم۔ (یہ کتاب انتقال سے پہلے زیر تالیف تھی)

❺ - مشکوٰۃ الصلوٰۃ: رسول کریم ﷺ پر درود وسلام، ماخوذ از قرآن کریم وحدیث نبوی وکلام اولیائے کرام۔ جملہ سات حزبوں کا مجموعہ، چوتھا ایڈیشن طباعت طلب ہے۔

❻ - تحفۂ محمدی: نعتوں اور سلاموں کا مجموعہ، بزبان اردو، فارسی، چار حصے، تاج کمپنی لاہور، کراچی، ڈھاکہ نے شائع کیا۔

❼ - معروضہ: حمد ونعت، منقبت وفطرت، ایک سو دس نظموں کا مجموعہ تین ایڈیشن شائع ہوئے۔ برنی صاحب کا یہ مجموعۂ کلام بھی تاج کمپنی لاہور، کراچی، ڈھاکہ سے شائع ہوا۔

❽ - ہدایت الاسلام: اسلامی عبادات واخلاقیات بموجب قرآن وحدیث۔ (یہ کتاب بھی انتقال سے پہلے زیر تالیف تھی)

❾ - فتوح الحکم: حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات بہ تنقیح وترتیب خاص۔ (یہ بھی زیر تالیف تھی)

❿ - سلطان مبین: حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات، بہ تنقیح وترتیب خاص۔ (طباعت طلب)

⓫ - مکاتب المعارف: یہ کتاب در اصل برنی صاحب کے پیر و مرشد حضرت مولانا محمد حسین قادری چشتی، نقشبندی قدس سرہ کے مکتوبات شریف کا مجموعہ۔ (طباعت طلب)

⓬ - صراط الحمید (جلد اول): عراق، شام فلسطین، حجاز مقامات مقدسہ اور حرمین شریفین کا سفر نامہ (باتصویر) مطبوعہ ہے۔

۱۳ – صراط الحمید (جلد دوم): دوسرے حج کا سفر نامہ، یہ کتاب مقاماتِ مقدسہ اور حرمین شریفین کے دوسرے سفر کے احوال و کوائف پر مشتمل ہے۔ سفر نامہ (باتصویر) مطبوعہ ہے۔

۱۴ – قادیانی مذہب: قادیانی مذہب کے عقائد واعمال کی تفصیل خود قادیانی کتابوں سے پیش کی گئی ہے، یہ تالیف قادیانی قاموس مانی جاتی ہے۔ اس کا تفصیلی تعارف آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ چھٹا ایڈیشن شیخ محمد اشرف ناشر کتب کشمیری بازار لاہور نے شائع کیا۔ ادارہ تحفظ ختم نبوت ملتان نے بھی کئی ایڈیشن شائع کیے۔ اس کا ایک حصہ قومی ڈائجسٹ لاہور نے ”قادیانی نمبر“ بنا کر شائع کیا تھا۔

۱۵ – مقدمہ قادیانی مذہب: ایڈیشن ششم کا مقدمہ جو بجائے خود ایک مستقل تالیف ہے۔ اس کو شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور نے ”قادیانی مذہب“ علاحدہ شائع کیا ہے۔

۱۶ – تتمہ قادیانی مذہب: قادیانی کتابوں کے اقتباسات جو قادیانی مذہب اور مقدمہ قادیانی مذہب میں جگہ نہ پا سکے، لیکن وہ بجائے خود بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ کثیر تعداد میں بہ ترتیب خاص تالیف کیے گئے، یہ مجموعہ بھی لوگوں کو تالیف و تقریر میں بہت کارآمد ثابت ہوگا۔

۱۷ – قادیانی قول وفعل: اس میں بھی ”قادیانی تحریک“ کے خاص خاص پہلو پیش کیے گئے ہیں جو یاد رکھنے کے قابل ہیں، اس کا دوسرا ایڈیشن بہت پہلے شائع ہو چکا ہے۔

۱۸ – اسلام (انگریزی): اسلام کی تشریح وتوضیح از روئے قرآن، پہلا ایڈیشن مدت سے نایاب ہے۔

۱۹ – معارف ملت (سلسلہ منتخبات نظم اردو): چار جلد، جلد اول میں حمد، نعت، مناجات اور معرفت کی نظمیں، جلد دوم میں مسلمانوں کے ماضی، حال اور مستقبل کے متعلق نظمیں، جلد سوم میں ہندوستان میں متحدہ قومیت کے متعلق شعرا کا کلام، جلد چہارم میں اخلاق وحکمت سے متعلق کلام۔

۲۰ – جذبات فطرت (چار جلد): جلد اول میں میرؔ اور سوداؔ کے کلام کا انتخاب، جلد دوم میں غالبؔ، ذوقؔ، ظفرؔ اور حسرتؔ موہانی کے کلام کا انتخاب۔ (مطبوعہ)

۲۱ – مناظر قدرت (چار جلد): جلد اول میں اوقات یعنی صبح وشام، دن رات، برسات اور بہار کے متعلق نظمیں، جلد دوم میں مقامات یعنی آسمان، زمین، پہاڑ، جنگل اور عمارات کے متعلق کلام، جلد سوم میں پھل، پھول، کیڑے، پتنگے اور چرندوں پرندوں کے متعلق نظمیں، جلد چہارم میں عمرانیات یعنی ہندوستان کے تمدن اور رسم ورواج کے دل چسپ حالات پر نظمیں۔ (مطبوعہ)

۲۲ – جواہر سخن: فارسی شاعری کا انتخاب۔

۲۳ – اردو، ہندی رسم الخط: بہ لحاظ تلفظ تحریر وترکیب، اردو، ہندی حروف کا مطالعہ اور مقابلہ مع اشعار۔ (برنی صاحب وفات سے چند دن پہلے اس کی دوسری اشاعت ٹائپ کروا رہے تھے)

۲۴ – اردو، ہندی لپی: رسم الخط کی بحث، بزبان ہندی۔

۲۵ – اردو، ہندی اسکرپٹ (انگریزی): رسم الخط کی بحث۔

۲۶ – علم المعیشت: اکنامکس یا معاشیات کے اصول کی تفصیلی بحث۔

۲۷ – اصول معاشیات: معاشی مسائل کی بحث، درس جامعات کے لیے یہ کتاب جامعہ عثمانیہ (حیدرآباد دکن) کے نصاب میں شامل ہے۔

۲۸ – معیشت الہند: معاشی مسائل کا مطالعہ بہ حوالہ ہندوستان، یہ کتاب بھی جامعہ عثمانیہ کے نصاب میں شامل ہے۔

۲۹ – مالیات: پبلک فینانس میں سلطنتوں کے مداخل ومخارج کی فنی بحث۔

۳۰ – مقدمہ معاشیات: مور لینڈ کی انگریزی میں لکھی ہوئی کتاب کا اردو ترجمہ۔

۳۱ – معاشیات ہند اور برطانوی حکومت ہند: ان دونوں انگریزی میں لکھی گئی کتابوں کا ترجمہ جامعہ عثمانیہ کے نصاب میں شامل ہے۔

۳۲ – برنی نامہ: خود نوشت حالات، مطبوعہ۔

برنی صاحب اپنی آخری تصنیف ”برنی نامہ“ کے دوسرے حصہ کے تعارف کے آخر میں لکھتے ہیں۔

جو کام کرنا ہو کر لے، نہ کر کبھی تاخیر
یہ اطمینان یہ فرصت رہے، رہے نہ رہے
بقا ہے اُس کو فقط، اور فنا ہے سب کے لیے
یہ برنی اور یہ خدمت رہے، رہے نہ رہے

اور کتاب کے آخر میں یہ پیش گویانہ نظم ہے۔

کیسی ہلچل، کیسی چھل بل، کیسی ناؤنوش ہے
کل جو تھی رونق کی محفل آج کیا خاموش ہے
کیا حکومت، کیا رعونت، کیسی سطوت، کیا فروغ
زعم کیا، عالم کا عالم خاک میں روپوش ہے

ہر گھڑی ہر آن ہر جا، کیا کروڑوں انقلاب
کیاانوکھا کھیل ہے، ہر شے فضا بر دوش ہے
برنیؔ جو باقی ہے، یہ اس کی بقا کا فیض ہے
نیستی ہستی کے جلوے سے بہ ہم آغوش ہے (۲۳)

وفات: اپنی زندگی کے آخری بیس برسوں میں حیدرآباد سے باہر نہیں گئے تھے، بیس برس بعد اپنی چھوٹی بہن کی شدید علالت سن کر بلند شہر گئے، جتنے دن بلند شہر میں رہے، ان کی تندرستی بے مثال رہی، حیدرآباد واپس آنے کی تیاری کررہے تھے کہ یکم فروری ۱۹۵۹ء کو رات دو بجے بیدار ہوئے اور اپنی صاحب زادی کو بلایا، انھوں نے دیکھا کہ ہونٹ ہل رہے ہیں۔ آنکھیں کھلی ہوئی ہیں، مگر پتھرائی ہوئی ہیں، آپ نے اپنی صاحب زادی سے مطلق کلام نہیں کیا، وہ گھبرا گئیں، فوراً ڈاکٹر کو بلایا، ڈاکٹر نے آکر نبض دیکھی، تو روح قفس عنصری سے پرواز کرچکی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (۲۴)

حضرت صابر براری (کراچی) نے تاریخ وفات کہی: (۲۵)

جدا ہوگئے ہم سے الیاس برنی
دکن میں کھلے جن کی حکمت کے جوہر
تھے مقبول بے حد وہ اہل دکن میں
کہ وہ جامعہ میں رہے زندگی بھر
ہے علم معیشت میں تصنیف ان کی
جو ہے اپنے شعبہ میں انمول گوہر
معاً مل گئی ان کی تاریخ صابر
تھے الیاس برنی سراجِ سخن ور (۲۶)

۱۹۵۹ء

حواشی وحوالے

(۱) معارف رضا کراچی، جلد چہارم، ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۴ء، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی، ص: ۲۵۰۔
(۲) ذکر علی گڑھ، عبدالمجید قریشی، مکتبہ اردو ڈائجسٹ، لاہور، ۱۹۸۲ء، ص: ۱۰۳۔ ۱۰۵۔
(۳) مجلہ مرقع جامعہ عثمانیہ، شمارہ ۱۹۹۴ء، شائع کردہ انجمن طلبہ قدیم جامعہ عثمانیہ (کراچی) ص: ۱۸۰۔
(۴) ذکر علی گڑھ، عبد المجید قریشی، مطبوعہ مکتبہ اردو ڈائجسٹ لاہور، ۱۹۸۲ء، ص: ۱۰۶۔
(۵) ڈاکٹر محمد رضی الدین صدیقی، جامعہ عثمانیہ، مطبوعہ بہادر یار جنگ اکیڈمی کراچی، ۱۹۸۴ء، ص: ۲۲۔
(۶) مجلہ مرقع جامعہ عثمانیہ، مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۴ء ص: ۱۰۰۔
(۷) مصدر سابق، ص: ۱۸۰۔
(۸) دکن میں اردو، نصیر الدین ہاشمی، مطبوعہ مکتبہ معین الادب لاہور، ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء، ص: ۶۴۱۔
(۹) مقالہ محمد احمد سبزواری، بعنوان "جامعہ عثمانیہ کا شعبۂ معاشیات"، مجلہ مرقع جامعہ عثمانیہ، مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۴ء، ص: ۲۹۰۔
(۱۰) مقالہ بعنوان "آئینۂ ایام" مجلہ مرقع جامعہ عثمانیہ (جشن الماس نمبر) مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۴ء، ص: ۲۹۰۔
(۱۱) مصنفین اردو، سید زوار حسین، مطبوعہ دہلی ۱۹۳۹ء، ص: ۲۲۶، بحوالہ جہان رضا، اپریل ۲۰۰۰ء، ص: ۴۷۔
(۱۲) مجلہ مرقع جامعہ عثمانیہ، مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۴ء ص: ۱۸۰۔
(۱۳) ذکر علی گڑھ، عبدالمجید قریشی، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۲ء، ص: ۱۰۷۔
(۱۴) مجلہ مرقع جامعہ عثمانیہ، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۴ء، ص: ۱۸۱۔
(۱۵) تذکرہ حضرت محدث دکن، از ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں (سابق صدر شعبۂ عربی جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن) مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۸ء، ص: ۱۔
(۱۶) برنی نامہ، ج: ۴، ص: ۲۳، بہ حوالہ معارف رضا کراچی، جلد دوم، ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۴ء، ص: ۲۵۳۔
(۱۷) معارف رضا کراچی، مضمون مولانا مرید احمد چشتی بہ عنوان "امام احمد رضا کے چند خلفا" مطبوعہ ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۴ء، ج: ۴/ ص: ۲۵۳۔
(۱۸) جہان رضا، شمارہ اپریل ۲۰۰۰ء، ص: ۴۹، مضمون: خلیل احمد رانا۔
(۱۹) معارفِ رضا، کراچی، مضمون: مولانا مرید احمد چشتی، بہ عنوان: "امام احمد رضا کے چند خلفا"۔ مطبوعہ ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۴ء، ج: ۴، ص: ۲۵۳۔ ۲۵۴
(۲۰) مضمون: پروفیسر ہارون خاں شروانی بہ عنوان "پروفیسر محمد الیاس برنی" مرقع جامعہ عثمانیہ، مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۴ء، ص: ۱۸۱۔
(۲۱) قادیانی مذہب، پروفیسر محمد الیاس برنی، ص: ۱۱۔
(۲۲) فہرست ذخیرۂ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسری جلد اول، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء، ص: ۱۵۰۔
(۲۳) مضمون: خلیل احمد رانا، جہان رضا لاہور، اپریل ۲۰۰۰ء، ص: ۵۱۔ ۵۴
(۲۴) مجلہ مرقع جامعہ عثمانیہ، مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۴ء، ص: ۱۸۱، بہ حوالہ جہان رضا لاہور، شمارہ مذکورہ بالا۔
(۲۵) مکتوب صابر براری، کراچی بنام خلیل احمد رانا، جہانیاں، محررہ ۳؍ مارچ ۱۹۹۸ء بہ حوالہ جہان رضا لاہور (شمارہ مذکورہ۔
(۲۶) تاریخ رفتگاں، حصہ دوم، مطبوعہ کراچی، ۱۹۹۸ء، ص: ۳۸۔

☆☆☆☆☆